133

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ششماہی سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۲ | مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۷ صفر ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ضعف جگر اور دل کی شکایت گو دیر سے ہے۔ مگر گذشتہ چند دنوں میں اس کی وجہ سے جسم پر کھجلی ہوتی رہی۔ اور ایک رات ضعف دل کا دورہ بھی ہو گیا۔ چونکہ حضور خدمت دین میں ہی راحت پاتے ہیں۔ اس وجہ سے کام میں بدستور مشغول رہے۔ تقریباً دو ہفتہ سے علاج جاری ہے۔ خدا کے فضل سے مرض میں تخفیف ہے ؎

آیندہ ۱۶ ستمبر کے بعد سے ناظر صاحب تعلیم و تربیت کی جگہ ہیڈ ماسٹر صاحب ہائی سکول ہی کسی نئے انتظام تک بطور مینجر سکول کام کرینگے۔

دفتر بیت المال میں سلسلہ عالیہ کا سالانہ بجٹ تیار کیا جا رہا ہے۔ دفتر مذکور کی طرف سے بیرونجات کی جماعتوں کو عنقریب بجٹ کی فارمیں ارسال کی جائینگی ؎

جماعت احمدیہ امرتسر کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ امرتسر کا سالانہ جلسہ ۷ تا ۹ ستمبر ۱۹۲۵ء برادہ متصل میونسپل دارڈینگس چوک ملکہ میں منعقد ہوا۔ جس کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے :-

۷ ستمبر بعد نماز مغرب جناب میر قاسم علی صاحب نے لیکچر دیا جس میں مسلمانوں کو متحدہ اغراض کے لئے متحد ہونے کی تلقین کی۔ سامعین نے نہایت امن اور سکون سے لیکچر سنا۔ ہر طرف سے مرحبا اور جزاک اللہ کی آوازیں آتی تھیں۔ خاتمے پر مسلمانوں نے خوشی کی تالیاں بجائیں۔

دوسرے دن پہلا اجلاس ۸ بجے صبح سے ۱۰ بجے تک تھا باوجود کاروباری لوگوں کی مصروفیت کا وقت ہونے کے مجمع تین ہزار آدمیوں کا ہو گیا۔ میر قاسم علی صاحب نے ویدک دہرم کی تعلیم پر بڑی گہری نظر ڈالی۔ ویدک تعلیم کو پیش کر کے اس کے نتائج بیان کئے۔ اور فرمایا۔ دیکھو۔ ویدک دہرم کے ماننے والے اب اپنے اصول کو ناقابل عمل سمجھ کر اسلامی اصول اختیار کر رہے ہیں۔ فاضل لیکچرار نے ویدک دہرم کا ایک ایسا نقشہ دکھایا کہ بعض ہنود بھی متاثر ہوئے۔ اور کسی کو کسی بات پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ غیر احمدی لٹو ہو رہے تھے۔ مگر علماء کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ ایک مولوی صاحب نے ایک مسلمان میونسپل ممبر کو کہلا بھیجا۔ کہ یہ جلسہ اپنے قریب مت ہونے دو۔ مگر اس نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے میں اس کو روک نہیں سکتا۔ سلسلہ کے پرانے دشمن اور ناکام دشمن مولوی ثناء اللہ صاحب جو اپنی ناکامیوں کو بار بار دیکھ کر اب مایوس ہو چکے ہیں۔ اور سمجھ چکے ہیں۔ کہ میری مخالفت کا اثر بجائے تنزل کے سلسلہ احمدیہ کی ترقیوں کا باعث ہو رہا ہے۔ قریب کی ایک مسجد میں شام کے بعد اکھاڑہ لگا دیا مگر لطف یہ کہ جب ہمارا لیکچر ادھر ہوا۔ تو ان کے سامعین میں سے بہت سے لوگ ہمارے جلسہ گاہ میں چلے آئے۔ ایک گروہ علماء اور درویشوں کا ہر اجلاس کے وقت ہمارے جلسہ گاہ کے گرد گھومتا ہوا نظر آتا رہا۔ وہ اس کوشش میں رہا۔ کہ لیکچر وں میں شور ڈلوائے۔ مگر سامعین کی گہری دلچسپی کی وجہ سے

ان کو اپنے مقصد میں ناکام رہنا پڑا۔

تاریخ مذکور کو دوسرا اجلاس ۵ بجے شام سے ۷ بجے تک تھا۔ مضمون اسلام اور عیسائیت پر تھا۔ جو مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ انگلستان نے دلفریب طریقے سے بیان کیا۔ اور اسلام کی عیسائیت پر فضیلت ثابت کی۔ عیسائی مذہب کے چند آدمی بھی جلسہ میں موجود تھے۔ مگر جواب کی طاقت نہ پاکر اُٹھ کر چلے گئے۔ سامعین کی تعداد تین ہزار سے زائد تھی۔ بعد نماز مغرب میر قاسم علی صاحب کا دوسرا مضمون تناسخ پر تھا۔ مجمع پانچ ہزار سے بھی بڑھ گیا۔ آریہ۔ ساتن دہرم۔ سکھ اور غیر احمدی بڑے بڑے معززین کثرت سے آئے ہوئے تھے۔ فاضل لیکچرار نے اس مضمون کو نہایت عمدگی سے ادا کیا۔ اور چیلنج دیا کہ میرے مضمون پر اگر کسی کو اعتراض ہو۔ تو اسے موقعہ دیا جائیگا اتنے بڑے ہجوم پر ایسا سناٹا طاری تھا۔ کہ اگر جلسہ کے باہر بھی کوئی گفتگو کرتا۔ تو سامعین جھٹ اس کو روکنے کی کوشش کرتے۔ لیکچر کے خاتمے پر موقعہ دیا گیا۔ پنڈت دینا ناتھ صاحب آریوں کی طرف سے جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ مگر نہایت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ نفس مضمون پر ایک بھی اعتراض نہ کرسکے۔ اور ایک نئی بات یعنی رُوح کی پیدائش کا جھگڑا لے بیٹھے۔ ہمارے فاضل لیکچرار نے کہا۔ کہ میں اس بات کا بھی جواب دیکر تسلی کردیتا ہوں۔ چنانچہ جب انہوں نے جواب دیا۔ تو لوگوں نے جزاک اللہ اور مرحبا کے نعرے بلند کئے۔

۹ تاریخ صبح کا اجلاس ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک تھا جس میں قابل عمل مذہب پر لیکچر تھا۔ جو حافظ روشن علی صاحب نے بیان کرنا تھا۔ باوجود کاروبار کا وقت ہونے کے لوگوں کا مجمع چار ہزار تک پہنچ گیا۔ فاضل لیکچرار نے تمام مذاہب کے اصول اور ان کی عبادتوں کو ناقابل عمل اور ناقص قرار دیتے ہوئے بتایا۔ کہ اگر دُنیا میں کوئی مذہب خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ تو وہ اسلام ہی ہے۔ لوگوں نے نہایت سکون سے سُنا اور معززین تشریف فرما تھے۔

بعد دوپہر دوسرا اجلاس ۵ بجے سے ۷½ بجے تک حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں پر تھا جو مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل نے بیان کیا۔ اس لیکچر میں ایک دو مولویوں نے شور مچانا چاہا۔ مگر سامعین نے ان کو خود جلسہ گاہ سے نکال دیا۔ ایک آریہ نے پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی پر اعتراض کیا۔ جس کا جواب میر صاحب نے نہایت مدلل طور پر دیا۔

تیسرا اجلاس ۸ بجے شام سے ۱۰ بجے تک تھا۔ جس میں مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اس کا علاج پر لیکچر تھا۔ جو حافظ روشن علی صاحب موصوف نے بیان کیا۔ سامعین کی تعداد پانچ ہزار سے زائد تھی۔ فاضل لیکچرار نے مسلمانوں کی موجودہ ذلیل حالت کا نقشہ کھینچ کر فرمایا۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں پر ایک دن تنزل کا بھی آنا تھا۔ اور بتایا کہ اس تنزل کا باعث کیا ہے پھر فرمایا اب تم اس طرح ترقی کرسکتے ہو کہ تفرقہ چھوڑ دو۔ اللہ تعالٰے کی رحمت کی رسی کو ملکر پکڑ لو۔ دشمن جو ہتھیار اُٹھاتا ہے وہی تم اُٹھاؤ۔ تبلیغ ذریعہ ترقی ہے۔ پس ملکر دین کی تبلیغ میں لگ جاؤ۔ ہلاکو خان کے پوتے کی مثال دیکر بتایا کہ وہ تبلیغ سے مسلمان ہوا۔ اگر ہندو چھوت چھات کرتے ہیں تو تم بھی ان سے چھوت چھات کرو۔ تجارت کی طرف توجہ دو۔ یہ ایسا دلکش لیکچر تھا۔ کہ آخر تک بڑے بڑے معززین سُنتے رہے۔ لیکچر کے خاتمے پر صدر جلسہ میر قاسم علی صاحب نے ایک دلکش تقریر کی۔ اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ اور دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ دُعا میں سب سامعین شامل تھے۔ جلسہ کے خاتمہ پر احمدی اور غیر احمدی دوستوں نے مبارکیں دیں۔ اور ہر طرف سے آواز آرہی تھی۔ مبارک ہو آپ کا جلسہ کامیابی کے ساتھ ہوا۔

آخیر میں میں بحیثیت سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ امرتسر کی طرف سے ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنھوں نے ہمارے جلسہ میں گہری دلچسپی لی۔ اور صبر و سکون سے ہر تقریر کو سُنا۔ اور ہمارے جلسہ کی رونق کا باعث ہوئے۔ ان آریہ اور سناتنی دوستوں اور سکھ مذہب کے ممبروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو جلسہ میں تشریف لائے۔ میں بلا تامل ان پولیس مینوں اور ہیڈ کنسٹبل کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو امن قائم رکھنے کے لئے تعینات تھے۔ نہایت خوش اسلوبی اور تندہی سے انہوں نے جلسہ کے گرد کھڑے رہ کر اپنی ڈیوٹی ادا کی۔

میں اپنی جماعت کے ان افراد کا بھی جنھوں نے پوری کوشش اور ہمت سے اس کام کے سرانجام دینے میں اپنی طاقت سے بڑھکر حصہ لیا ہے۔ شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا ڈاکٹر معراج الدین صاحب نے جلسہ گاہ حاصل کی۔ اور پھر اس کے لئے ضروریات کی ہر چیز مہیا کی۔ میدان جلسہ میں اور ارد گرد چھڑکاؤ کرایا جاتا۔ دُور تک دریوں کا فرش اور گرداگرد کُرسیاں اور ایک طرف اعلٰے درجہ کا سٹیج تیار کرکے میز کو گلدستوں سے سجا دیا۔ میاں عبدالحفیظ صاحب خلف میاں نبی بخش صاحب مرحوم سوداگر پشمینہ نے ضروریات کی چیزیں مثلاً دودھ چائے وغیرہ مہیا کیں۔ پھر میاں غلام نبی صاحب مستری منتظم خوراک مہماناں تھے۔ جنھوں نے بارہ ایک بجے رات تک اپنے مددگاروں کے ہمراہ مہمانوں کی تواضع کی۔ میاں عبداللہ بھی قابل شکریہ ہیں۔ اللہ تعالٰے ان سب دوستوں کو جزائے خیر دے۔

(چودہری) غلام محمد ۔ سکرٹری تبلیغ امرتسر

مضافاتِ قادیان میں تبلیغی جلسے

جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی اس تجویز کے ماتحت کہ مضافات قادیان کے دیہات میں ایسے جلسے منعقد کئے جائیں۔ جنمیں ایک مرکزی گاؤں میں ارد گرد کے احمدی اصحاب جمع ہوجائیں۔ موضع بگول میں ۱۲ ستمبر جلسہ ہوا۔ جہاں پھیرو چیچی بھٹیاں۔ عالمے۔ بیری۔ کاہنوداں۔ شینہ بھٹیاں۔ گھوڑے واہ۔ کرتھ۔ راجپورہ اور بھینی کے دو سو کے قریب احمدی اصحاب جمع ہوئے۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے غیر احمدی اصحاب بھی آئے۔ جناب چوہدری فتح محمد صاحب مولوی غلام نبی صاحب مولوی فاضل۔ میر مہدی حسین صاحب نے تقریریں کیں۔ جن کا بہت عمدہ اثر ہوا۔ احمدی اصحاب کو ایک دوسرے سے تعارف اور واقفیت کا بھی بہت اچھا موقعہ ملا۔ اور تبلیغ احمدیت کے لئے بھی بہت جوش پیدا ہوگیا۔ دوسرے دیہات کے احمدیوں نے بھی اپنے اپنے ہاں جلسہ کے لئے درخواستیں کیں۔ چنانچہ ماہ ستمبر کی آخری جمعرات اور جمعہ کو موضع پھیرو چیچی میں جلسہ رکھا گیا بگول کے احمدی اصحاب نے مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے میں بہت ہمت دکھائی۔ دیگر مقامات کے احمدیوں کو بھی اس طریق عمل سے جلسے کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

کونسل آف سٹیٹ کے احمدی ووٹران کیلئے نہایت ضروری اطلاع

تمام پنجاب سے مسلمانوں کی طرف سے کونسل آف سٹیٹ میں ایک ممبر منتخب ہونا ہے۔ اس ممبری کے لئے کئی شخص امیدوار ہیں جن میں سے بہتر اور قابل امیدوار کے متعلق غور کرنا ہے۔ لہذا جملہ احمدی ووٹروں کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ابھی سے کسی کو ووٹ دینے کا وعدہ نہ کریں۔ عنقریب مرکز سے اس بارے میں مشورہ دیا جانے والا ہے۔ کونسل آف سٹیٹ کے جملہ احمدی ووٹرز اپنے نام اور پورے پتہ سے مجھے اطلاع دیں۔ نیز دیگر احمدی برادران اپنے زیر اثر غیر احمدی ووٹروں کے بھی ووٹ محفوظ کراکر ان کے نام و پتہ سے اطلاع دیں۔ تاکید ہے والسلام ۔ ذوالفقار علیخان ناظر امور عامہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۷ ستمبر ۱۹۲۵ء

حفاظت اماکن مقدسہ کے متعلق مسلمانان ہند کی تجاویز

مسلمانان ہند کی زبون حالی کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ جب بھی دنیا میں کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے۔ جس کا اثر بالواسطہ یا بلا واسطہ ان تک پہنچتا ہے۔ اس وقت انہیں کوئی طریق عمل نہیں سوجھتا۔ اور حیران و پریشان ہو کر اس طرح ادہر ادھر ہاتھ پیر مارنے لگتے ہیں۔ کہ دشمنوں کے لئے ہنسی اور ہمدردوں کے لئے رونے کے سامان پیدا کر دیتے ہیں۔

اگر زیادہ دور کے واقعات پر بھکر نظر انداز بھی کر دئے جائیں۔ کہ وہ اکثر لوگوں کے حافظہ اور یاد سے محو ہو چکے ہونگے۔ تو گذشتہ چند سال کے حادثات سے ہی ہمارے بیان کردہ قول کی صحت ثابت ہو سکتی ہے تحریک خلافت کے سلسلہ میں مسلمانوں نے کیا کیا طریق اختیار کئے۔ مگر آج کیا حالت ہے۔ یہ کہ ایک طرف تو اس نام نہاد خلافت کا نام و نشان ترکوں نے مٹا دیا۔ جس کی خاطر ہندوستان میں اس قدر شور برپا کیا جا رہا تھا۔ اور دوسری طرف ہر ایک وہ طریق جو اسکی حمایت میں اختیار کیا گیا۔ اور جسے "علماء کرام" نے خالص دینی اور شرعی فرض قرار دینے کے لئے آیات و احادیث کے حوالجات سے مزین فرمایا۔ ایسا ناکام ثابت ہوا۔ کہ آج بڑے بڑے خلافتی لیڈر بھی ناکامی اور نامرادی کا نہ صرف اقرار کر رہے ہیں۔ بلکہ زندہ ثبوت ہیں۔ افغانستان میں ہجرت کر کے جانے کا کیا انجام ہوا۔ آج کوئی ہے۔ جو یہ کہہ سکے۔ کہ اس تحریک کا سوائے بربادی۔ تباہی اور بے عزتی کے کوئی اور بھی نتیجہ نکلا۔

اسی طرح غیر ملکی پارچات کے مقاطعہ کو دیکھ لیا جائے اگر کروڑوں نہیں تو لاکھوں روپیہ کے غیر ملکی کپڑوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ اس گھر پھونک تماشہ دیکھنے کے نظارہ کی تعریف "فلک بوس شعلوں" کے الفاظ سے کی جاتی تھی۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ایک دفعہ پر کتنا کتنا بڑا انبار کپڑے کا نذر النار کیا گیا۔ مگر آج وہی غیر ملکی کپڑے ہیں۔ اور وہی ہندوستان کے مسلمان ؁

اسی طرح گورنمنٹ انگریزی سے ترک موالات کی حالت ہوئی۔ ایک طرف بانسو علماء کا فتوےٰ رکھئے۔ اور دوسری طرف یہ دیکھئے۔ کہ کتنے مسلمانوں نے پولیس فوج یا دوسرے محکموں کی ملازمت چھوڑی۔ اور جن چند لوگوں نے چھوڑی وہ اب کس طرح بیٹھے سر پیٹ رہے ہیں ؁

اسی طرح کالجوں۔ عدالتوں۔ میونسپلٹیوں اور کونسلوں کے بائیکاٹ کی حالت ہوئی۔ آج کوئی بڑے سے بڑا تارک موالات بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو یہ کہہ سکے۔ کہ ان میں سے کوئی تحریک ابھی زندہ ہے ؁

مسلمانوں نے یہ سب کچھ گاندھی جی کی راہنمائی میں کیا اور جدہر وہ چلاتے رہے ادھر ہی چلتے رہے لیکن آج خود گاندھی جی کی یہ حالت ہے کہ تارک موالاتیوں کا بہت بڑا لیڈر مسٹر پٹیل جب اسمبلی کی صدارت کے حصول میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس نے ترک موالات کی مٹی پلید کرتے ہوئے یہاں تک کہدیا کہ مجھے اگر دن میں دس دفعہ بھی وائسرائے کے حضور حاضر ہونا پڑیگا۔ تو مجھے اس میں تامل نہ ہوگا۔ اسے سب سے پہلے گاندھی جی نے مبارکباد کا تار بھیجا ؁

غرض گذشتہ چند سال کی کسی تحریک کو لے لیا جائے اس کا ایک ہی انجام نظر آتا ہے۔ اور وہ ناکامی و نامرادی ہے۔ اب مدینہ منورہ پر نجدیوں کے حملہ اور روضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین نے جو صورت پیدا کر دی ہے۔ اس کے متعلق مسلمان حسب معمول اسی قسم کی باتیں بنا رہے ہیں۔ مثلاً ایک طرف سے یہ تجویز پیش کی جا رہی ہے۔ کہ سلطان ابن سعود کے خلاف شریف حسین یا علی کو روپیہ سے امداد دیکر دوبارہ شریف مکہ بنا دیا جائے۔ اور ابن سعود کو سرزمین حجاز سے نکالدیا جائے۔ دوسری طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی میں کافی رسوخ اور اثر رکھنے والے چند مسلمانوں کا وفد حجاز میں بھیجا جائے۔ جو شریف حسین کو گورنمنٹ انگریزی سے تعلقات پیدا کرنے کا مشورہ دے۔ جب شریف کے تعلقات گورنمنٹ انگریزی سے بحال ہو جائینگے تو ابن سعود کو بآسانی وہاں سے نکالدیا جائیگا ؁

ان کے علاوہ ایک نہایت ہی عجیب و غریب یہ تجویز سید حسن امام صاحب کے سے مشہور آدمی کی راہنمائی اور سرکردگی میں پاس کی گئی ہے کہ "ہندوستان سے بجائے رضاکار بھرتی کر کے حجاز بھیجے جائیں۔ اور حجاز کی آیندہ حکومت کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے موتمر اسلامی کے انعقاد کا مطالبہ کیا جائے"۔

اس تجویز کے متعلق یہ بات فرض کر لینے کے بعد کہ ہر ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ایک سیٹی کی آواز پر بجائے ہزار جنگجو اور جنگ آزمودہ نوجوان اسلحہ جات سے مسلح ہو کر نکل آئیں گے۔ حکومت ہند سے یہ درخواست کرنے کی تجویز بھی پاس کر دی گئی ہے:۔

"حکومت ہند رضاکاروں کے لئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائے۔ ان کے راستہ میں کوئی روک اور رکاوٹ پیدا نہ کی جائے انہیں قانون اسلحہ کی دفعات سے مستثنیٰ ٹھہرا دیا جائے انہیں چاندماری اور مصنوعی جنگ کی اجازت دی جائے۔ انہیں جہازوں پر سوار کرنے۔ ان کے لئے سامان حرب و دیگر ضروریات خریدنے کا انتظام کیا جائے"۔ (از زمیندار ۲۸ ستمبر)

اسی سے ملتی جلتی مگر "سب سے زیادہ موثر مناسب اور کارآمد" ایک تجویز لاہور میں ایجاد ہوئی۔ جو یہ ہے کہ:۔

"مسلمانان ہندوستان کے لاکھوں دستخطوں سے ایک میموریل میں گورنمنٹ انگریزی سے درخواست کی جائے کہ وہ حضور نظام فرمانروائے دکن کو ارض مقدس حجاز کے انتظام کے لئے اپنی فوج لیجانے کا ایما فرمائے۔ اور ان مسلمان مجاہدین کو بھی ساتھ لیجانے کی اجازت ہو۔ جو اس دینی جہاد کے لئے ان کے ہمرکاب جانا چاہیں یہ میموریل ایک شائستہ ڈیپوٹیشن حضور وائسرائے ہند اور حضور نظام کے حضور میں حاضر ہو کر مسلمانوں کی ترجمانی کرے"۔ (مطبوعہ اعلان)

گویا حضور نظام دکن سے تو یہ درخواست کی جائے کہ وہ حجاز کو اپنی فوج اور ان مسلمانوں کے ذریعہ جو اس دینی جہاد میں شامل ہونا چاہیں۔ فتح کر کے اپنے قبضہ و تصرف میں لے آئیں۔ اور گورنمنٹ سے یہ عرض کیا جائے کہ وہ حضور نظام کو ایسا کرنے کی اجازت دے۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ اور یہ کہنے والے وہی ہیں۔ جو سلطان ابن سعود کے حامی ہیں۔ بلکہ وہ بھی ہیں۔ جو ان کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ کہ معاملات حجاز میں کسی صورت میں بھی انگریزوں کی مداخلت گوارا نہیں کی جا سکتی۔ وہ تاجدار دکن کے حملہ و تصرف کو کیونکر پسند کرینگے۔ جو خود گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت ہے۔ اور اس کا "یار وفادار" کہلاتا ہے۔ اور گورنمنٹ ہند سے اجازت حاصل کر کے حجاز پر حملہ آور ہو سکے گا ؁

ہمارے نزدیک یہ تجویز بھی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

کی مصداق ہے۔ اس سے کوئی مفید نتیجہ نکلنا تو درکنار۔ اس کے عمل میں آنے کی بھی اُمید نہیں کی جا سکتی۔ اگر مسلمانوں کو سوائے اس کے کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کہ گورنمنٹ انگریزی کے ذریعہ مقامات مقدسہ کی حفاظت کرائیں۔ تو پھر اس قسم کی درخواستیں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہ ان کے لئے اسلحہ جات مہیا کئے جائیں۔ انہیں لڑائی کی مشق کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضور نظام دکن کو لڑنے کی اجازت دی جائے۔ کیوں سیدھے طریق سے یہ نہیں کہدیا جاتا۔ کہ ایک آدھ بلٹن بھیج کر حجاز کو سلطان ابن سعود سے خالی کرا دیا جائے۔ کیونکہ مذکورہ بالا تجویز کے پیش کرنیوالوں کے قول کے مطابق "اگر دونوں فریقوں (ابن سعود اور شریف علی) کی باقاعدہ فوج کو بھی ملا لیا جائے۔ جب بھی دونوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد نہ ہو گی" (مطبوعہ اعلان)

ہم ان تجاویز کے متعلق فی الحال سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کہ یہ ان مسلمانوں کے غور و فکر۔ دُور اندیشی اور عاقبت بینی کا نتیجہ ہیں۔ جن کا دعویٰ ہے کہ :۔

"مسلمانان عالم میں بحیثیت مذہب اب تک صرف ہندوستان کے مسلمان ہی وہ مسلمان ہیں۔ جن کو مسلمان کہا جا سکتا ہے۔ باقی سب جگہ نام کے مسلمان موجود ہیں۔ جو باوجود مسلمان سلطنتوں کی رعایا ہونے کے بھی شعار اسلام کے ایسے پابند نہیں۔ جیسے کہ ہندوستان کے مسلمان"

جب ایسے مسلمانوں کی ایک نہایت اہم معاملہ کے متعلق یہ حالت ہے۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ تو بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان کن حالات میں سے گذر رہے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں بھی ضرورت نہیں کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کے لئے خود راہنما منتخب کر کے بھیجے ؛

مولوی ظفر علی صاحب کا چلبلاپن

سید حبیب صاحب مالک اخبار سیاست اپنے ایک مضمون میں "مولانا ظفر علیخان کی چلبلی طبیعت" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جو لوگ مولانا ظفر علیخان کی ہجو پسند طبیعت سے آگاہ اور ان کے مغلوب الغضب ہونے کی حقیقت سے واقف ہیں۔ ان کے لئے یہ بات کبھی موجب استعجاب نہیں ہو سکتی کہ جن لوگوں کے آج مولانا مداح ہوئے۔ کل انہی کی تذلیل پر اُتر آئیں۔ بلکہ اگر یہ چندے مسلسل کسی کے مداح رہیں تو البتہ استعجاب ہوا کرتا ہے" (سیاست ۱۱ ستمبر)

ان الفاظ میں اگر اسقدر اضافہ کر دیا جائے۔ تو بالکل درست ہو گا۔ کہ مولوی ظفر علی صاحب کے چلبلاپن کی تاریں ہمیشہ کیسہ زر سے الجھی ہوتی ہیں۔ جب تک انہیں کچھ حاصل ہوتا رہے۔ یا حاصل ہونے کی توقع ہو۔ اس وقت تک پیش نظر جیب و داماں کو نہایت دلبستگی اور شوق سے تھامے رہتے ہیں۔ اور انکی محافظت کا حق ادا کرتے ہوئے ہر راہرو پر حملہ آور ہونا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن جب تاریں ڈھیلی ہو جائیں یا کسی اور جگہ سے اس سے بھی تر لقمہ حاصل ہو یا حاصل ہونے کی امید ہو۔ تو نہ صرف اپنے سابق ممدوح کو دھتا بتا دیتے ہیں بلکہ اس کے خلاف نبرد آزمائی بھی شروع کر دیتے ہیں۔ اس حقیقت کی تشریح انکی اسوقت تک کی ساری زندگی وضاحت سے کر رہی ہے۔ اور سید حبیب صاحب کے مجمل الفاظ اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں +

بھری مجلس میں جھوٹ

"زمیندار" میں سید حبیب صاحب پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے قصور کے ایک جلسہ کی روئداد خاص پیرایہ میں بیان کی۔ اس کا جواب دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :۔

"یہ دروغ بانی اس کارخانہ کی تیار کردہ ہے۔ جسمیں یہ جھوٹ بنا تھا کہ مولانا ظفر علی نے جلسہ میں اٹھ کر کہا کہ مولانا محمد علی اتفاق حسنہ سے تشریف لے آئے ہیں۔ مگر مولانا محمد علی نے اُٹھتے ہی تردید کی۔ اور کہا کہ مجھے بھائی ظفر علی نے کئی بار منت کر کے بلایا ہے" (سیاست ۱۱ ستمبر)

یہی بات سیاست اس جلسہ کی روئداد میں بھی شایع کر چکا ہے جس کا مندرجہ بالا الفاظ میں ذکر ہے۔ مگر زمیندار نے اسکی کوئی تردید نہیں کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ اس سے ایک ایسے انسان کے اخلاق و عادات کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے جو اپنے آپکو مسلمانوں کا لیڈر اور سچا مسلمان قرار دیتا ہے جو شخص ایک معمولی سی بات کے لئے اس طرح بھری مجلس میں جھوٹ بول سکتا ہے اسپر کسی اہم معاملہ کے متعلق کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے اور وہ کسی منہ سے یہ کہہ رہا ہے کہ مسلمانان ہند اسوقت تک مقامات مقدسہ کی توہین کے متعلق خموش رہیں۔ جب تک وہ حجاز سے اصل حالات کی اطلاع نہ دے۔ وہ اصل حالات سوائے اسکے اور نہیں ہونگے کہ یہاں بیٹھکر صحیح واقعات پر پردہ ڈالنے کی جو کوشش کیجا رہی ہے۔ اسمیں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ اور "معتبر نائی" بن کر مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھا جائیگا۔ کیونکہ جب یہاں سلطان ابن سعود کی حمایت میں اسقدر جوش وخروش دکھلایا جا رہا ہے اور ہر بات کا ایک ہی جواب دیا جا رہا ہے کہ غلط اور ناقابل اعتبار ہے۔ تو وہاں نعمت قرب سے مالا مال ہو کر کیوں اسمیں اضافہ نہ ہو گا +

گورنمنٹ پنجاب کا وزیر تعلیم

آنریبل سر میاں فضل حسین صاحب کے وائسرائے کی کونسل کا ممبر منتخب ہونے کی وجہ سے وزارت تعلیم پنجاب کا جو عہدہ خالی ہوا تھا۔ اسپر خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس تقرر کی موزونیت کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ہندو صاحبان جنہوں نے وزارت تعلیم کے خلاف ایک عرصہ سے بے جا شور و شر مچا رکھا تھا وہ بھی اس انتخاب پر اظہار اطمینان کر رہے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف ایک قابل اور سنجیدہ انسان ہیں۔ اور ہمیں اُمید ہے کہ وہ اپنے عہدہ جلیلہ کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اپنے پیشرو کی طرح استقلال اور جرأت سے کام لینگے۔ اور ان لوگوں کی مخالفت کی کوئی پروا نہ کرینگے۔ جو مسلمانوں جیسی درماندہ اور پست قوم کی تعلیمی ترقی میں حارج ہونا اپنا سب سے بڑا فرض سمجھتے ہیں۔

اگرچہ میاں فضل حسین صاحب نے اپنے زمانہ وزارت میں ایک حد تک مسلمانوں کے حقوق کی طرف توجہ فرمائی۔ لیکن مسلمانوں کی آبادی اور انکی موجودہ حالت اس سے بہت زیادہ کی متقاضی تھی۔ امید ہے کہ شیخ صاحب موصوف اس امر کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ اور مسلمانوں کو انکے واجبی حقوق سے محروم نہ رہنے دینگے ؛

جمعیۃ العلماء کیا کر سکتی ہے؟

مولانا شوکت علی کو جمعیۃ العلماء کے ناظم مولوی احمد سعید صاحب اپنے ایک ہمدردانہ مکتوب میں لکھتے ہیں :۔

"دہلی کے واقعات اخبارات میں نظر سے گذرے۔ سیٹھ چھوٹانی اور اسکے رفقاء کا طرز عمل قابل افسوس ہے۔ بالخصوص وہ حصہ جو بی اماں مرحومہ مغفورہ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے سخت اندوہناک ہے۔ جس کو کوئی مسلمان بلکہ انسان صبر کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔ خدام جمعیۃ ہر قسم کی خدمت کے لئے حاضر ہیں اس سلسلہ میں اگر کوئی خدمت ہمارے لائق ہو تو فوراً مطلع فرمایئے" (الجمعیۃ ۱۱ ستمبر)

ناظم جمعیۃ العلماء کے یہ چند الفاظ خاص طور پر مطالعہ کے قابل ہیں "بی اماں مرحومہ مغفورہ کی ذات سے تعلق رکھنے والے حصہ کو ایسا اندوہناک بتایا گیا ہے جسے کوئی مسلمان تو الگ رہا انسان بھی صبر کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا" ہم یہ نہیں پوچھنا چاہتے کہ مولانا شوکت علی جنہوں نے اس واقعہ کو صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ جیسا کہ انہوں نے خود اپنے بیان میں اس کا ذکر کرنے کے بعد لکھا "اور میں خاموش رہا" وہ جمعیۃ العلماء کے نزدیک مسلمان یا کم از کم انسان ہیں یا نہیں۔ البتہ یہ ضرور دریافت کرینگے کہ خود ناظم صاحب جمعیۃ اور خدام جمعیۃ نے صبر کے ساتھ برداشت نہ کرسکنے کا کیا ثبوت دیا کہ انہیں مسلمان یا انسان ہی سمجھا جائے۔ اگر کچھ نہیں دیا تو کیا بقول خود وہ دائرہ انسانیت سے خارج ہو گئے؟

اس سے بھی بڑھکر جمعیۃ العلماء کا اس سلسلہ میں ہر قسم کی خدمت سرانجام دینے پر آمادگی کا اظہار ہے۔ مگر جمعیۃ داسوا کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے اور خدمت ہی کیا سرانجام دے سکتی ہے کہ مولانا شوکت علی انکی پیشکش نہ قبول کر سکیں۔

تعجب ہے مسلمانوں کی سلطنتیں مٹ گئیں۔ خلافت تباہ ہو گئی ...

وفات حیات مسیح کے متعلق

دمشق کے ایک عالم سے مکالمہ

کچھ عرصہ ہوا لائل پور میں علی عبدالصادق الفاروقی القدسی سیاح تاجر لسان العرب دمشق سے تشریف لائے۔ خاکسار نے ان کی دعوت کی۔ اور ان سے عربی میں سلسلہ حقہ احمدیہ کے بعض مسائل مخصوصہ پر گفتگو ہوئی۔ سب سے اول جس مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ وہ وفات و حیات مسیح ناصری علیہ السلام تھا۔ علامہ موصوف نے اس موضوع پر محض اس لئے گفتگو کی۔ کہ وہ احمدیوں کے دلائل معلوم کریں۔ ورنہ دراصل جیسا کہ مکالمہ کے بعد معلوم ہوا وہ نہ صرف وفات مسیحؑ کے قائل پائے گئے۔ بلکہ حیات مسیحؑ کے عقیدہ کو خرافات قرار دینے لگے ذیل میں مکالمہ کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ تاکہ شائد کوئی سعید روح اس سے فائدہ حاصل کر سکے *

دمشقی عالم:۔ کیا احمدی کسی تاریخی ثبوت کی بناء پر وفات مسیح کے قائل ہیں؟

خاکسار:۔ تاریخی ثبوت کے علاوہ نصوص قرآنیہ اور آثار صحیحہ سے بھی ثابت ہے۔ مسیح اسرائیلی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں *

دمشقی عالم:۔ قرآن مجید سے احمدی وفات مسیح کے اثبات میں کیا دلیل پیش کرتے ہیں؟

خاکسار:۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اذ قال اللّٰہ یا عیسی ابن مریم أأنت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من دون اللّٰہ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللّٰہ ربی و ربکم وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شیئ شھید۔ یہ آیت شاہد ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے سوال کے جواب میں فرمائیں گے۔ میں جب تک اپنی قوم میں رہا۔ اس وقت تک ان کا شاہد رہا۔ یعنی اس وقت تک میری قوم نے مجھے اور میری ماں کو معبود نہ بنایا تھا۔ پھر جب تو نے اے خدا مجھے وفات دیدی۔ تو پھر تو ہی نگہبان تھا۔ یعنی میری قوم اگر بگڑی ہے۔ تو میری وفات کے بعد بگڑی ہے۔ اب چونکہ یہ امر واضح ہے۔ کہ مسیح کی قوم بگڑ چکی ہے۔ لہذا ماننا پڑیگا کہ آپ وفات پا چکے ہیں *

دمشقی عالم:۔ اچھا تو پھر آیت بل رفعہ اللّٰہ الیہ کا کیا مطلب ہے۔ اس سے تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیحؑ زندہ آسمان پر اٹھایا گیا *

خاکسار:۔ اس آیت سے ہرگز حیات مسیحؑ ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر رفعہ اللّٰہ الیہ کے معنے زندہ آسمان پر اٹھانے کے لئے جائیں تو قرآن مجید میں اختلاف ماننا پڑے گا۔ کیونکہ میں نے جو آیت پیش کی ہے۔ اس سے بالتصریح وفات مسیحؑ ثابت ہے۔ میں حیران ہوں آپ اہل زبان ہو کر عربی زبان کے محاورات کا علم رکھتے ہوئے رفعہ اللّٰہ الیہ کے ایسے معنے کر رہے ہیں۔ جن سے قرآن مجید میں اختلاف پیدا ہوتا ہے *

دمشقی عالم:۔ اچھا تو پھر درست معنے کیا ہیں۔

خاکسار:۔ آپ خوب جانتے ہونگے۔ کہ رفع الی اللّٰہ ایک محاورہ ہے۔ ہمیں تو عربی لغت کی کتابیں یہی بتاتی ہیں۔ کہ خدا کے ناموں میں ایک نام رافع ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ ھو الذی یرفع المومن بالاسعاد و اولیائہ بالتقرب *

دمشقی عالم:۔ یہ معنے یہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہاں تو بل کا لفظ موجود ہے جو اضراب کے لئے آتا ہے۔ اس سے قبل قتل و صلیب کی نفی کی گئی ہے۔ اور حیات کا اثبات اس کے بعد بل کے مابعد کے فقرہ نے بتا دیا۔ کہ وہ حیات زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کی صورت میں ہے *

خاکسار:۔ آسمان پر اٹھانے کے معنے اور پھر زندہ اٹھانے کے معنے آپ کہاں سے نکال رہے ہیں۔ کیا اس آیت میں السماء اور حیاً کے الفاظ موجود ہیں۔ اگر نہیں تو پھر یہ معنے کہ زندہ آسمان پر اٹھا لیا برخلاف محاورہ عرب کے کس طرح درست تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ ہم بھی تو یہی مانتے ہیں۔ کہ بل سے پہلے قتل و صلیب کی نفی کی گئی اور پچھلے حصہ میں رفع الی اللّٰہ کا اثبات۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو مقتول اور مصلوب نہ ہو وہ طبعی موت سے بھی نہیں مرتا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہود مسیحؑ کو مصلوب و مقتول کہکر اپنی کتاب مقدس کی تحریر کے بموجب لعنتی ثابت کرنا چاہتے تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے فرمایا مسیح مقتول و مصلوب یعنی لعنتی نہیں ہوا۔ بلکہ مرفوع الی اللّٰہ و مقرب الی اللّٰہ ہو چکا ہے۔ اور اس کی موت ایسے رنگ میں ہوئی ہے۔ جیسے مرفوع الی اللّٰہ کے نفوس کی موت ہوتی ہے۔ مفردات راغب جو قرآن مجید کی لغت کی کتاب ہے۔ اس میں لفظ رفع کے لفظ کے نیچے اس آیت کو تحریر کر کے اس میں دو احتمال تسلیم کئے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ یحتمل رفعہ الی السماء و رفعہ من حیث التشریف۔ پس جب قرآن مجید کی لغت کی کتاب میں دونوں احتمال تسلیم کئے گئے ہیں۔ تو قائلین حیات مسیحؑ کا کیا حق ہے۔ کہ ان دونو مسلمہ احتمالوں کی موجودگی میں اس آیت کو حیات مسیح کے ثبوت میں بطور نص قطعیہ الدلالت کے پیش کریں۔ ہمارے نزدیک من حیث التشریف والا احتمال ہی درست ہے کیونکہ پہلے احتمال سے قرآن مجید میں اختلاف لازم آتا ہے کیونکہ آیت فلما توفیتنی سے بالصراحت وفات مسیح ثابت ہے *

دمشقی عالم:۔ کیا آپ کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں۔ کہ رفع کا صلہ جب الی ہو۔ تو قرب منزلت مراد لی گئی ہو *

خاکسار:۔ ہاں جناب رفع کا صلہ الی چھوڑ اگر ساتھ السماء کا لفظ بھی موجود ہو تب بھی اس کے معنے قرب منزلت ہی مراد ہوتے ہیں۔ کنزالعمال میں ایک حدیث ہے۔ اذا تواضع العبد رفعہ اللّٰہ الی السماء السابعۃ۔ بتلائیے اس حدیث کے یہ معنے ہیں۔ کہ متواضع بجسدہ العنصری مرفوع الی السماء ہوتا ہے۔ یا اس سے محض تقرب الی اللہ ہی مراد ہے *

دمشقی عالم:۔ وہ کونسی حدیث ہے جس سے وفات مسیح ثابت ہے؟

خاکسار:۔ ملاحظہ ہو ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی اور مدارج السالکین مصنفہ امام ابن قیم جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ پر ہے * لو کان موسیٰ و عیسیٰ فی حیاتھما لکانا من اتباعہ۔ علاوہ ازیں حدیث میں تو مسیحؑ کی عمر تک بتا دی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ و مواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۴۲ ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین و مائۃ سنۃ۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام ۱۲۰ سال زندہ رہے۔

اس پر اس موضوع پر سلسلہ گفتگو ختم ہو گیا۔ علامہ موصوف نے بتلایا۔ کہ میں خود وفات مسیحؑ کا قائل ہوں۔ اور حیات مسیح کے عقیدہ کو خرافات سمجھتا ہوں۔ کہا کوئی روشن دماغ انسان اس خرافات کو مان نہیں سکتا۔ اور بتلایا کہ میری ایک دیوبندی مولوی صاحب (افسوس کہ علامہ موصوف نے دیوبندی مولوی صاحب کا جو نام بتلایا وہ مجھے یاد نہیں رہا) سے اسی مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ اس نے آیت ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ پیش کی۔ میں نے اس پر ایسی جرح کی۔ کہ ان کا ناک میں دم کر دیا۔ خاکسار نے علامہ موصوف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی نظم و نثر سنائی۔ جسے سن کر بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد صداقت مسیح موعود پر گفتگو شروع ہوئی جو آئندہ پیش کی جائیگی۔

(خاکسار قاضی محمد نذیر مولوی فاضل و منشی فاضل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لائل پور)

احمدیہ جماعتوں کے بجٹ اور مالی حالت

تمام انجمنہائے احمدیہ کو معلوم ہوگا۔ کہ انجمن احمدیہ ملتان عرصہ سے قریباً بجٹ سالانہ میں نچلے درجہ پر رہتی تھی۔ لیکن اب خدا کے فضل اور برادرم شیر خاں محاسب انجمن احمدیہ ملتان کی دن رات کی کوشش سے انشاء اللہ امسال فسٹ نمبر پر آئیگی۔ اللہ تعالےٰ برادرم مذکور کو اجر عظیم عطا فرماوے۔

مولوی سید اکرام الدین صاحب مرحوم کے حالات زندگی

خاکسار کے والد ماجد مولوی سید اکرام الدین احمدؐ صاحب مرحوم مغفور کی جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے حضور کے مبارک چہرہ کو دیکھا۔ ۹ر اگست ۱۸۶۹ء مطابق ۲۹ر ربیع الثانی ۱۲۸۶ھ سونگھڑہ میں ولادت ہوئی تھی۔ سونگھڑہ وہ جگہ ہے جہاں سے احمدیت کی نورانی شعاعیں اڑیسہ کے مختلف مقامات میں پہنچی ہیں۔

والد صاحب مرحوم نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب وغیرہ کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیعت سے شرف حاصل کرنے کے لئے اڑیسہ سے پنجاب کا دور دراز سفر اختیار کیا۔ دارالامان پہنچکر آپ حضرت اقدس کی صحبت سے کچھ عرصہ تک مستفیض ہوتے رہے۔ اس کے بعد آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ واپس آگئے۔

بعد ازاں غیر احمدی مخالفین کی مخالفت کی آگ بھڑکی۔ ان ایام میں آپ مقامی مڈل انگلش سکول میں سیکنڈ ماسٹر کے عہدہ پر تھے۔ سونگھڑہ کے قریباً تمام غیر احمدیوں نے شور مچایا۔ اور سکول مذکور کے سکرٹری (جو غیر احمدی تھے) کے ذریعہ آپ کو اس امر کے لئے متعدد مرتبہ نوٹس دلایا۔ کہ تم چونکہ احمدی ہو۔ اور تمہارے عقیدہ کا اثر سکول کے طلباء پر پڑنے کا خطرہ ہے۔ لہذا تم وجہ بتاؤ۔ تم کیوں نہ اپنی ملازمت سے برطرف کئے جاؤ۔ لیکن آپ نے اپنی ملازمت کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے صاف جواب دیدیا۔ کہ میں اپنی ڈیوٹی کے وقت طلباء سے مذہبی گفتگو نہیں کرتا۔ لیکن اگر اس سے آپ کا یہ منشاء ہو۔ کہ میں اپنے عقیدہ سے منحرف ہو جاؤں۔ تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ سکول کے کارپردازاں نے آپ کی غیرت اور آپ کی تعلیمی قابلیت دیکھکر اپنا نوٹس واپس لے لیا۔ اس کے بعد آپ نے قریباً ۱۸-۲۰ سال تک سکول مذکور میں حسن وخوبی کے ساتھ کام کیا۔ سونگھڑہ کی مخلص احمدی جماعت نے آپ کی قابلیت کو دیکھکر آپ کو سکرٹری منتخب کیا۔ اور باوجود کثرت مشاغل کچھ عرصہ تک آپ نہایت دیانت داری اور محنت کے ساتھ انجمن کے اس کام کو کرتے رہے جس زمانہ میں سونگھڑہ کے غیر احمدیوں کی مخالفت ضرب المثل ہو گئی تھی۔ اور جب ان بدبختوں نے ایک احمدی خاتون کی لاش قبر سے نکال کر کتوں کے آگے پھینک کر اپنی درندگی کا ثبوت دیا تھا اور غریب احمدیوں کی مسجد چھین لینے کا مقدمہ عدالت میں چل رہا تھا۔ اس وقت آپ نے جماعت کے کام میں جس قدر سرگرمی دکھائی۔ امید ہے۔ جماعت احمدیہ سونگھڑہ ہرگز نہیں بھولے گی ؟

علاوہ مذکورہ بالا کاموں کے آپ تخمیناً ۲۰-۲۲ سال تک سونگھڑہ ڈاک خانہ کے پوسٹ ماسٹر بھی رہ چکے تھے جو حکام بالا نے اعزازی طور پر آپ کو دے رکھا تھا۔ نیز اپنے گاؤں میں سرکار کی طرف سے پنچایت کے ممبر بھی مقرر تھے۔ آپ کے اندر بڑی بڑی خوبیاں تھیں۔ آپ نہایت ہی مہمان نواز تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے پرانے صحابہ کے اخلاق اور شمائل وغیرہ کا جب کبھی تذکرہ فرماتے تو رقت آجاتی آپ کو سلسلہ کے اخبارات سے بھی بہت بڑی دلچسپی تھی۔

آپ نے انٹرنس تک تعلیم حاصل کی تھی۔ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے کتب کا مطالعہ کرنے کے لئے دل میں بار بار شوق پیدا ہوتا اور پڑھتے بھی تھے۔ درثمین کے اشعار سالانہ جلسوں کے موقعوں پر عجیب خوش الحانی سے پڑھتے۔ مرحوم کے اس وقت چار لڑکے اور ایک لڑکی اور بیوہ اہلیہ موجود ہے آخری وقت آپ کی زبان پر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر تھا۔

جلد آ پیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
دے شربت تلاقی حرص وہوا یہی ہے

آپ نے ماہ نومبر ۱۹۲۰ء میں ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ احباب درد دل سے دعا فرماویں۔ کہ خداوند تعالے ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا کرے۔ اور ان کی اولاد کو دنیا و ما فیہا میں سرسبز رکھے۔ آمین۔ ثم آمین ؟

(عاجز سید صمصام الدین احمدیؐ عفا عنہ۔ ابن مولوی سید اکرام الدین صاحب مرحوم از سونگھڑہ۔ کٹک ؟)

آریہ سماجیوں کی فتنہ اندازیاں

ایک دوست نے مجھے دو کتابیں دکھائیں۔ جن میں سے ایک کا نام "مرزائی دام فریب" (باوا نانک کا مذہب مصنفہ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا جواب) ہے۔ دوم "باوا نانک صاحب اور دین اسلام"۔ ان دونو کتابوں میں لکشمن نام آریہ پدیشک۔ اندر آریہ مسافر دہلی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش ناکام کی ہے۔ کہ باوا نانک صاحب مسلمان نہیں تھے۔

تعجب ہے۔ کہ سکھ صاحبان تو خاموش ہیں۔ اور سنجیدگی کے ساتھ ہمارے دلائل پر وچار کر رہے ہیں۔ اور یہ آریہ سماجی مہاشے میدان میں اتر آئے ہیں۔ حالانکہ ستیارتھ پرکاش میں ابھی تک یہ فقرے بانی آریہ سماج کے قلم سے لکھے ہوئے موجود ہیں۔ "ان کو (باوا نانک صاحب کو) اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی۔ جب کچھ خود پسندی تھی تو عزت وشہرت کے لئے کچھ فریب بھی کیا ہوگا ؟

کیا ان خیالات کی موجودگی میں کوئی سکھ خالصہ برداشت کرسکتا ہے۔ کہ اس کی وکالت ایک آریہ سماجی کرے۔ یہ دراصل سکھوں کی قابلیت پر ناقابل برداشت حملہ ہے۔

ہم شیخ محمد یوسف صاحب کو مشورہ دینگے۔ کہ وہ ان کتابوں کا جواب اس وقت تک نہ لکھیں جب تک کہ آریہ سماجی یہ اعلان نہ کردیں۔ کہ ان کے پیشرو نے باوا نانک صاحب کی نسبت جو رائے ظاہر کی تھی۔ وہ سراسر متعصبانہ اور جاہلانہ بلکہ مشوبانہ تھی۔

دوم جب چالیس تعلیم یافتہ سکھوں کی طرف سے یہ تحریری اعلان نہ ہو جائے۔ کہ ہم مہاشہ کو اپنا قائمقام تسلیم کرتے ہیں۔ اور کہ خود جواب دینے سے قاصر ہیں۔ (اکمل)

پنجاب میں گریجوایٹ سب انسپکٹران پولیس

"گریجوایٹ بحیثیت سب انسپکٹران پولیس" کے عنوان سے اخبار ٹریبیون اپنی ۲۵ر اگست ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"یہ معلوم کرنا موجب دلچسپی ہوگا۔ کہ گورنمنٹ مدراس نے پولیس افسروں کی بھرتی کے دیرینہ طریقہ کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔ اور مقامی مجلس آئین وقوانین میں ایک سوال کے جواب میں یہ اعلان کیا ہے۔ کہ سب انسپکٹران پولیس کی اسامیوں کو پُر کرتے وقت گریجوایٹوں کو بشرطیکہ ان میں دیگر ضروری قابلیتیں موجود ہوں غیر ڈگری یافتہ امیدواروں پر ترجیح دی جائے گی۔ یہ امر کہ گورنمنٹ مدراس کا یہ کہنا محض خوش آیند اعلان ہی نہیں۔ اس حقیقت سے واضح ہے۔ کہ صوبہ مذکور میں پولیس کے ۵۶ سب انسپکٹر گریجوایٹ ہیں"

یہ لکھنے کے بعد ٹریبیون نے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ وقت آگیا ہے۔ جب گورنمنٹ پنجاب کو بھی افسران پولیس کی بھرتی میں گریجوایٹوں کو ترجیح دینے کی قدر وقیمت تسلیم کرنی چاہیئے ؟

اس سلسلہ میں یہ امر عوام کے لئے باعث دلچسپی ہوگا۔ کہ اس وقت پنجاب میں ۵۳ سب انسپکٹران پولیس گریجوایٹ ہیں۔ جن میں ۲۵ سب انسپکٹر دو ڈگریوں کے مالک ہیں۔ یعنی بی۔ اے بھی ہیں۔ اور ایل ایل بی بھی۔ پنجاب میں پولیس کے سب انسپکٹروں کی کل تعداد ۸۵۳ ہے۔ اس کے مقابلہ میں مدراس میں ۱۴۸۳ سب انسپکٹر ہیں۔ اس تناسب سے ظاہر ہے۔ کہ گریجوایٹوں کو بطور سب انسپکٹر پولیس بھرتی کرنے کے معاملہ میں پنجاب کو مدراس جیسے ترقی یافتہ صوبہ پر نمایاں تفوق حاصل ہے ؟ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

اشتہارات

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

میلہ "درگا پوجا" کے موقعہ پر سو میل سے زیادہ سفر کے لئے ۱۹ ستمبر سے لے کر ۲۹ ستمبر تک نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام سٹیشنوں سے مرقومہ ذیل نرخ پر واپسی ٹکٹ ملیں گے۔ جو اکتوبر ۱۹۲۵ء تک استعمال ہو سکتے ہیں:-

درجہ اوّل و دوم کے ٹکٹ } ایک طرف کا پورا کرایہ اور دوسری طرف کا ایک تہائی

درمیانے درجہ کے ٹکٹ } آٹھ پائی فی میل کے حساب سے۔ لیکن کالکا شملہ سیکشن میں یہ کرایہ نہیں ہوگا۔ بلکہ وہاں ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا ایک تہائی کرایہ لیا جائے گا۔

دستخط
دفتر ایجنٹ صاحب — جے۔ اے۔ چیز
لاہور ۱۴ اگست ۱۹۲۵ء — برائے ایجنٹ

ضرورت! ضرورت!!!

(۱) ایک دیانت دار، ہوشیار ٹائپسٹ احمدی کلرک کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی میں خط و کتابت اچھی طرح کر سکتے ہوں (۲) ایک محنتی دیانت دار قدرے لکھے پڑھے احمدی کی دکان کے کام کے واسطے۔ (۳) نیز ایک احمدی دیانت دار محنتی موٹر میکانک کی ضرورت ہے۔ جو گرم دشمنٹ کا کام اچھی طرح جانتے ہوں۔ اپنی قریب کی کسی انجمن احمدیہ کے سیکرٹری صاحب یا امیر جماعت صاحب کی معرفت خط و کتابت کریں۔

المشتہر
پنجاب موٹر سٹورس ہردوار ڈیرہ دون

ایک نادر موقع

ایک مکان پختہ آٹھ مرلے (مرلہ ۲۲۵ مربع فٹ) زمین میں واقع محلہ دارالفضل بر لب سڑک متصل ہائی سکول جس میں چار کمرے ہر دو جانب برآمدے ڈیوڑھی کے کل مکان پختہ تعمیر جس میں خشت پختہ لکڑی اعلیٰ لگائی گئی ہے۔ جس کے بیرونی کمرے دکانوں کا کام دے سکتے ہیں۔ بسبب ضرورت اصلی لاگت مبلغ ڈھائی ہزار روپیہ پر قابل فروخت ہے۔ ورنہ موقع کے لحاظ سے اب جو گئی قیمت پر ایسی زمین کا ملنا مشکل ہے جن اصحاب کو خریدنا منظور ہو ذیل کے پتہ پر قادیان مولوی فضل الٰہی صاحب مہاجر منتظم تعمیر مکانات وغیرہ

اشتہار

باجلاس میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی بہادر سلطانپور

پرمال سند ولد مہر چند ذات کھتری سکنہ تلونڈی چوہدریاں تحصیل سلطان پور ڈگریدار

بنام

ویرومل ولد صاحب مل ذات زرگر سکنہ تلونڈی چوہدریاں تحصیل سلطان پور مدیون

الیصال مالیت ۵ـــ

حلفیہ بیان ڈگریدار سے ثابت ہے۔ کہ مدیون لاپتہ ہے۔ اس لئے اس کی نسبت اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتقرر ۲۳ ہر اسوج سمت ۸۲ اصالتاً یا مختاراً حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ عدم حاضری میں اس کے خلاف سلوک قانونی ہوگا۔ ۔۔ ہر ساون سمت ۸۲

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار

باجلاس میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی بہادر سلطانپور

رادھا مل ولد نرائن داس ذات سود سکنہ اللہ دتہ تحصیل سلطان پور۔ ڈگریدار

بنام

ماگھی ولد اسمٰعیل ذات کمہار سکنہ اللہ دتہ تحصیل سلطانپور مدیون

الیصال معاملہ ۲/۷۵۶

حلفیہ بیان ڈگریدار سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدیون لاپتہ ہے اس لئے اس کی نسبت اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ وہ بتقرر ۲۴ ہر اسوج سمت ۸۲ اصالتاً یا مختاراً حاضر عدالت ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ عدم حاضری میں اس کی نسبت کارروائی ضابطہ کی جاوے گی۔ تحریر ۳۱ ساون سمت ۸۲

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

لدھا رام ولد میاداس گوگنانی سکنہ گھہانہ۔ مدعی

بنام

مراد ولد قاسم ذات سیال مٹھیانہ سکنہ کھڑانوالہ تحصیل شورکوٹ
غلام محمد ولد مراد ذات سیال مٹھیانہ سکنہ کھڑانوالہ تحصیل شورکوٹ
مدعا علیہم

دعویٰ مبلغ ستامعہ روپیہ بردی ہی

اشتہار بنام جملہ مدعا علیہم بالا

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہے ہیں۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہم ۸ اکتوبر ۲۵ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کریں ورنہ کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ ۱۳/۹/۲۵

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس میاں جلال الدین صاحب سب جج بہادر پاکپتن ضلع منٹگمری

دکان ارجن سنگھ تھیل سنگھ واقعہ فرید پور بذریعہ تھیل سنگھ ولد ارجن سنگھ سکنہ فرید پور تحصیل دیپالپور

بنام

دسوال ولد سوہنا قوم کمبوسرک سکنہ کھوتی پور تحصیل دیپالپور

دعویٰ ۱۱۹-۹-۰

بمقدمہ صدر درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی ہذا اشتہار کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور مورخہ ۲۵/۱۰/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج مورخہ ۲۵/۸/۲۰ بثبت میرے دستخط و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

رشتہ کی ضرورت

ایک احمدی کے لئے کسی ایسے رشتہ کی ضرورت ہے۔ جو خواندہ، شائستہ اور امور خانہ داری سے واقف ہونے کے ماسوا علیم دیندار اور خوش خلق بھی ہو۔ حاجتمند لاہور کے ایک مخلص احمدی گھرانے کا ممبر ہے۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی۔ دو لڑکیاں ہیں۔ آبائی جائداد بھی ہے۔ خط و کتابت بنام

اکمل عفا اللہ عنہ۔ قادیان

رشتہ کی ضرورت: ہمارے ایک مہربان چغتائی خاندان کے رشتہ کے خواہشمند ہیں۔ تمام امور بذریعہ خط و کتابت طے ہوں۔ اکمل۔ قادیان

ہندوستان کی خبریں

یکم جنوری ۱۹۲۵ء موضع شاہ والا ضلع شاہ پور میں ایک ہندو کے ہاں ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈالا۔ اور گھر والوں کو زخمی کر دیا۔ اس اثنا میں گھر کی ایک عورت نے شور برپا کر دیا۔ بہت سے گاؤں والے جمع ہو گئے۔ ڈاکوؤں نے مڑ کر بندوق کے فائر کئے۔ لیکن باوجود اس کے گاؤں والوں نے تعاقب برابر جاری رکھا۔ آخر کار انہوں نے چار ڈاکوؤں کو جن کے قبضہ سے دو رائفلیں۔ ایک بندوقیں۔ ایک گنڈاسا اور ایک نکار بند جس میں گولیاں تھیں برآمد ہوئے۔ پکڑ لیا۔ باقی دو ڈاکو جو موقعہ سے بچ کر بھاگ گئے تھے۔ بعد میں گرفتار کر لئے گئے۔ مقدمہ چلانے پر عدالت سشن نے پانچ ڈاکوؤں کو سات سات سال کی قید بامشقت کی سزا دی اور چھٹے قیدی کو بری کر دیا ؛

صاحب انسپکٹر جنرل پولیس نے گاؤں کے ان آدمیوں کیلئے جنہوں نے تعاقب کیا تھا مبلغ ایک ہزار روپے کا نقد انعام منظور فرمایا۔ علاوہ ازیں سارے گاؤں نے اس موقعہ پر ہوشیاری جرأت اور دلیری کا ثبوت دیا۔ اس لئے نواب گورنر بہادر باجلاس کونسل نے معاملہ زمین بابت ربیع ۱۹۲۵ء جو اس موضع کی طرف سے گورنمنٹ کو واجب الادا تھا معاف کر دیا ہے ؛

مسٹر شبیر حسن قدوائی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی کو کل سپریم مسلم یوروشلم کی صدر کی جانب سے حسب ذیل بحری تار موصول ہوا تھا۔ جس میں مدینہ پر گولہ باری کے کچھ مزید کوائف درج ہیں۔ نجدیوں نے مدینہ پر محرم کے عشرہ کے روز حملہ کیا۔ اور سیدنا حمزہ کی مسجد کے قبات منہدم کر دیئے۔ یہ مسجد شہر سے تین کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ نجدیوں نے گولہ باری کی تھی۔ اس سے بعض گولے رسول اللہ کے روضۃ المبارک پر لگے۔ پندرہ دن سے مزید کوئی اطلاع تازہ نہیں ملی ؛

کلکٹر منصوری نے آریہ سماج کو نگر کیرتن کی اجازت نہیں دی۔ [illegible]

شملہ۔ ۸ ستمبر آج ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں ایک یورپین کا مقدمہ پیش ہوا۔ ملزم کا یہ جرم تھا۔ کہ اس نے ایک گستاخ قلی کو لات رسید کی جس سے وہ مر گیا۔ ملزم نے اس واقعہ کا ہی انکار کر دیا۔ اور اس عدالت سے مقدمہ منتقل کرانے کی درخواست دی ؛

حزب الاحناف نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ مولانا شوکت علی کے قبضہ میں جو لکھ خلافت فنڈ ہے۔ اس لئے وہ ہندوستانی اخبارات میں گمراہ کن پیغامات کثرت سے شائع کر رہے ہیں۔ طویل اور غیر مفید تاروں پر خلافت کا روپیہ ضائع کیا گیا ہے۔ جنمیں حد درجہ کی افترا پردازی کی گئی ہے ؛

مدینہ منورہ پر گولہ باری کے سوال پر دہلی کے مسلمانوں میں خوب ہیجان پھیلی ہوئی ہے۔ کئی پوسٹر ایک دوسرے کے خلاف بازاروں میں چسپاں ہو رہے ہیں۔ اشتہاروں میں مولوی محمد علی صاحب کے خلاف بھی زہر اگلا گیا ہے ؛

حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم ستمبر ۱۹۲۵ء سے آئندہ بجائے تین سو روپیہ کے سات سو روپیہ کی مالیت کا سونا یا سلاخ سونا سکہ سونا بذریعہ ڈاک بھیجا جاسکے گا۔ مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے۔ ایسا سامان ارسال کردہ اصلی قیمت پر بیمہ پارسل کرایا جائے۔ اور اگر اصل قیمت پر بیمہ شدہ نہ ہوگا۔ تو محکمہ ڈاک اس کے گم ہونے پر ادائیگی معاوضہ کا پابند نہیں ہوگا ؛

دہلی میں ہندو سبھا کے آئندہ سالانہ اجلاس کے لئے مقامی ہندو سبھا کی ورکنگ کمیٹی کی طرف سے وسیع پیمانہ پر انتظام کیا جا رہا ہے۔ سالانہ جلسہ فروری ۱۹۲۶ء کے آخری ہفتہ میں منعقد ہوگا ؛

۸ ستمبر۔ کونسل آف سٹیٹ میں یہ ریزولیوشن پاس ہوگیا کہ کونسلوں کے ممبر بننے میں عورتوں کے لئے جو روکاوٹیں ہیں انہیں دور کیا جائے۔

آتشیں اسلحہ کے استعمال کے متعلق سر شیو سوامی آئر کی یہ ترمیم باوجود فیلڈ مارشل سر ولیم برڈووڈ کی پرزور مخالفت کے منظور ہوگئی۔ کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۳۲ کے باوجود آتشیں اسلحہ کے استعمال پر کسی افسر کے خلاف بلا منظوری حکومت مقدمہ چلایا جاسکیگا۔ ۵۸ رائیں اس کے حق میں اور ۵۰ مخالف تھیں ؛

تبلیغ تنظیم کے لئے جو دورہ ڈاکٹر کچلو صاحب صوبہ متحدہ وغیرہ علاقوں میں کرینگے۔ اس میں ان کے ہمراہ سید غلام بھیک صاحب نیرنگ۔ نواب محمد اسمٰعیل صاحب ممبر کونسل۔ سر رحیم بخش صاحب کے سی آئی۔ ای۔ مولانا عبدالمجید صدر جمیعۃ التبلیغ صوبہ آگرہ و اودھ۔ کنور عبدالوہاب خاں جنرل سیکرٹری آل انڈیا جمیعۃ التبلیغ اور مولانا مختار احمد صاحب ہونگے ؛

پشاور خلافت کمیٹی پشاور نے مولوی شوکت علی صاحب سے اس امر کی اجازت طلب کی ہے۔ کہ ان کی جان کی حفاظت کے لئے پچاس والنٹیر بھیجے جائیں ؛

رام پور مسلمانان رام پور نے حرکات نجدیہ پر اظہار ناراضگی کی غرض سے ایک عام جلسہ کیا۔ والئے رام پور نے نہ صرف اس جلسہ کی اجازت ہی دی۔ بلکہ تمام دفاتر اور دکانات وغیرہ بھی بند کر کے ہڑتال کرنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی شریک غم ہوئے ؛

کلکتہ۔ ضلع ٹیرہ کے موضع چترتنی میں ڈاکوؤں نے ایک ساہوکار کا گھر لوٹا۔ جہاں سے وہ تقریباً تین ہزار کا مال و متاع

و نقد روپیہ لے گئے۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے۔ کہ بڑے زور زور سے "اللہ اکبر" اور "بندے ماترم" کے نعرے لگاتے تھے ؛

امرت سر۔ میانوالی جیل کے سکھ لیڈروں نے یہ ریزولیوشن پاس کر کے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو بھیجا ہے۔ کہ وہ مرکزی بورڈ کے انتخاب کے لئے اپنے نمائندے نامزد کرے۔ اور نئے گوردوارہ ایکٹ کی رُو سے جو انجمن بنے۔ اس پر قبضہ کرے ؛

پال گھاٹ۔ تھیا جاتی کے ایک دستہ کو آریہ بنایا گیا ہے۔ اور ریاست ٹراونکور کے تھیا لوگوں کی مدد سے ان دیہات میں جن میں تھیا قوم کے لوگ بستے ہیں عنقریب شدھی کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ جو لوگ تھیا جاتی سے آریہ ہو رہے ہیں۔ ان کا جلوس نکالا جاتا ہے۔ اور اخبار تیج لکھتا ہے۔ اسلامی مشن جو تھیا قوم میں کام کر رہا تھا۔ اس کی سب کوششیں رائیگاں جا رہی ہیں ؛

ممالک غیر کی خبریں

بیروت کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ وہابیوں نے مدینہ کے اماکن مقدسہ پر گولہ باری نہیں کی۔ بلکہ ہاشمی محصور فوج جو قلعہ کے اندر مورچہ زن ہے۔ گرد و نواح کے ان مقامات پر گولہ باری کر رہی ہے۔ جن پر وہابی قابض ہیں ؛

لنڈن ۹ ستمبر۔ ہنگامہ ریف کے متعلق سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ جدید آلات حرب سے مسلح فوجیں مضبوط اور مستحکم جگہوں میں اتر گئی ہیں۔ ہسپانوی فوجوں نے دو توپیں سات مشین گنیں اور بہت سا ساز و سامان اور قیدی پکڑے ہیں۔ فرانسیسی ہوائی بیڑا بھی بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

روما۔ وزیر اعظم اطالیہ نے ایک کپتان کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ اور اسے ایک آلہ پرواز دیا ہے۔ جو ۱۹۲۶ء میں قطب شمالی عبور کرے گا ؛

طنجہ ۸ ستمبر۔ ہسپانوی فوجیں اجدیر دارالتخت غازی محمد بن عبدالکریم کی طرف پیشقدمی کر رہی ہے۔ اور حملے کامیاب ثابت ہو رہے ہیں ؛

جنیوا۔ انجمن الاقوام میں انگریزوں کی طرف سے لارڈ سیل نے یہ تجاویز پیش کیں۔ کہ بتدریج تمام دنیا سے غلامی کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ اور خانگی امور کیلئے بھی غلام نہ رکھے جائیں۔ اور قوموں نے مخالفت نہ کی۔ لیکن پرتگال نے یہ کہا کہ زیادہ عجلت سے کام نہ لینا چاہیئے۔ ان تجاویز کی رو سے ان سلطنتوں میں غلامی کی تجارت کرنا جرم ہوگا۔ جو لیگ کی رکن ہیں۔ غلاموں کی تجارت کو بحری ڈاکہ زنی کے برابر قرار دیا گیا ہے ؛

(منشی عبدالرحمٰن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)